

خوفناک کہانی

گنجہ شیطان

محقق: معظّم جاوید بخاری



گنجاشیطان

تحریر: معظم جاوید بخاری

جنید بڑی گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کے دماغ میں گزشتہ شام ہونے والے واقعات گھوم رہے تھے۔ حمیرا کو خون پیتے دیکھ کر اس کے بدن میں کپکپی سی طاری ہو جاتی۔ وہ خوابوں کی دنیا میں بھٹک رہا تھا اچانک اسے اپنے کندھے پر سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔ اس نے جلدی سے کندھے کی طرف دیکھا تو ایک سیاہ ہیولا دکھائی دیا جس کے سفید نوکیلے دانت اندھیرے میں چمک رہے تھے۔ وہ گھبرا سا گیا اور ہلکی سی چیخ اس کے حلق سے نکلی۔ وہ ہڑبڑا کر بستر پر اٹھ بیٹھا۔ وہ اپنے کمرے میں تنہا تھا اور وہاں اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا نہیں تھا۔ وہ وحشت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ کمرے میں زیر و بلب کی نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اچانک اسے دروازے پر کسی کی آہٹ محسوس ہوئی۔ خوف کی سرد لہر اس کی پسلیوں میں گزرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ گہری خاموشی میں ہلکی سی آواز گونجی۔ کسی نے اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔ وہ اپنے بستر پر مبہوت سا بیٹھا رہا۔ اب حمیرا کی دبی دبی آوازیں بھی سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ کچھ توقف کے بعد دروازے پر پھر ہلکی سی دستک ہوئی۔ جنید نے خود کو مضبوط کیا اور بستر سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ”کون ہے؟“ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ ”میں ہوں مہمان شکاری!“ باہر سے کسی لڑکی کی آواز سنائی دی۔ جنید کو فوراً یاد آ گیا کہ رات کو دو اجنبی اس کے گھر میں آئے تھے جو صبح حمیرا کا علاج کرنے والے تھے۔ اس نے جھٹ سے دروازہ کھولا۔ نو جوان لڑکی سامنے کھڑی تھی۔ وہ پوری طرح تیار تھی شاید وہ جانا چاہتی تھی۔ ”کیا بات ہے؟“ جنید نے چونک کر پوچھا۔ ”میں تمہیں بتانے آئی تھی کہ میں جا رہی ہوں، تم باہر کا دروازہ بند کر لو۔“ لڑکی نے دھیمے لہجے میں کہا۔ ”مگر حمیرا!.....“ جنید نے کچھ کہا چاہا۔ وہ عجیب سا مسکرائی اور بولی۔ ”اب اس کے علاج کی ضرورت باقی نہیں رہی۔“ جنید کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگیں۔ ”کک کیا مطلب؟ میں کچھ سمجھا نہیں۔“ لڑکی نے رومال سے اس کے ماتھے پر پھیلا ہوا پسینہ صاف کیا اور بولی۔ ”حمیرا اب یہاں نہیں ہے، وہ اپنے ساتھیوں کے پاس جا چکی ہے۔“ جنید پریشان سا ہو



گیا۔ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے خود اسے بستر پر رسیوں سے باندھا تھا۔ اور اس کے ساتھی تو کوئی نہیں ہیں۔ وہ تو اس شہر میں اجنبی ہے!“

”دیکھو! یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ حمیرا کو بھول جاؤ اور اپنی زندگی میں لگن ہو جاؤ۔ وہ خون پینے والے گروہ کی رکن تھی۔ وہ یقیناً انہی لوگوں کے پاس پہنچ گئی ہوگی۔ میرا ساتھی بھی یہاں نہیں ہے، اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ اس کے تعاقب میں گیا ہوا ہے۔ اس لئے مجھے فوراً اس کے پیچھے جانا ہوگا۔“ لڑکی نے بات کو مختصر کرنے کی کوشش کی۔ جنید عجیب سی کشمکش میں مبتلا تھا۔ دفتر کے سب لوگ جانتے تھے کہ حمیرا اس کے ہمراہ اس کے ماں باپ کو ملنے کیلئے گئی ہے۔ اگر وہ اس کے ساتھ واپس نہ لوٹی تو اس کیلئے بڑی پریشانی پیدا ہو جائے گی۔ حمیرا کے ماں باپ بھی اس کی جان کے دشمن بن جائیں گے۔ پولیس تھانے کا نیا بکھیڑا شروع ہو جائے گا۔ حمیرا کو ہر حالت میں اس کے گھر تک پہنچانا اس کا فرض تھا۔ وہ انہی جھمیلوں میں کھویا تھا کہ نو جوان لڑکی نے خدا حافظ کہا اور بیرونی دروازے کی طرف چل پڑی۔ جنید کو فوری فیصلہ کرنا تھا۔ اگر وہ لڑکی وہاں سے چلی جاتی تو حمیرا تک پہنچنے کے سب راستے ختم ہو جاتے۔ اس نے جلدی سے بوٹ پہنے اور بھاگتا ہوا اس کے پیچھے لپکا۔ اس کا چہرہ پریشانی کے عالم میں دھواں ہو رہا تھا۔

”ٹھہرو! میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ مجھے حمیرا کو ہر حال میں واپس لانا ہے ورنہ میں خود بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں گا۔“ جنید نے ہانپتے ہوئے کہا۔ لڑکی نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ ”تم جس جگہ جانا چاہ رہے ہیں، وہ تمہارے خیالوں سے زیادہ بھیاں نک ثابت ہو سکتی ہے۔ تم حمیرا کو بھول جاؤ۔ وہ اب نارمل انسان نہیں ہے، وہ خون پینے



والی بلا بن چکی ہے۔ ممکن ہے کہ اُسے ہلاک کرنا ضروری ہو جائے۔“

”تم ایسا نہیں کر سکتی۔ میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔“ جنید جذباتی انداز میں چیخا۔ وہ لڑکی مسکرائی اور دھیمے انداز میں بولی۔ ”دیکھو جنید! جو لڑکی آج تمہاری ماں کے خون سے اپنی پیاس بجھا سکتی ہے، وہ کل تمہارے بدن کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لے گی۔ یہ تمہاری دُنیا کے کام نہیں ہیں۔ یہ شیطانی دُنیا کے کھیل ہیں اور ہم ان کھیلوں کی بساط اُلٹنا خوب جانتے ہیں۔ بہتر یہی ہوگا کہ تم اس تمام معاملے کو خواب سمجھ کر بھول جاؤ۔“ لڑکی کندھے اچکا کر آگے چل پڑی۔

”یہ کہنا تمہارے لئے آسان ہے مگر جب کل میں اسے واپس نہ لے جا پایا تو میں مجرم بن جاؤں گا اور باقی عمر جیل کی سلاخوں کے پیچھے پڑا سڑتا رہوں گا۔ اس لئے مجھے اس واپس لانا ہی ہوگا۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ مجھے ساتھ لے چلو۔“ جنید رو ہانسا ہو کر بولا۔ نو جوان لڑکی نے کچھ لمحوں کیلئے سوچا اور پھر بولی۔ ”کیا تمہیں بندوق چلانا آتی ہے؟“ جنید اس کی بات سن کر دم بخود رہ گیا پھر جلدی سے سنبھل کر بولا۔ ”چلانا تو آتی ہے مگر میں نے کبھی کسی انسان کو نشانہ نہیں بنایا۔“ ”ٹھیک ہے، ہم انسانوں کو نشانہ نہیں بناتے۔ یہ خاص قسم کی بندوق ہے جس میں سب گولیاں مخصوص دھات کی بنی ہوئی ہیں۔ ہم انہی کی مدد سے شیطان ہلاک کرتے ہیں۔ دیکھو! تمہارے لئے زیادہ یہی مناسب ہے کہ تم اس چکر میں مت پڑو اور پولیس وغیرہ سے کوئی بہانہ بازی کر کے اپنی جان چھڑالینا۔“ لڑکی نے سمجھانے کی کوشش کی۔

”یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔“ جنید نے آہ بھر کر کہا۔ لڑکی ہنس پڑی اور بولی۔ ”تم جہاں جانا چاہتے ہو، وہاں زندگی بھی اتنی آسان نہیں ہے۔ موت کے پنجے تمہیں دبو چنے کیلئے بے چین ملیں گے۔“ جنید نے اس کی بات کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا اور پھر وہ دونوں ایک طرف چل پڑے۔ لڑکی نے ایک مخصوص قسم کی گھڑی نکالی جو ہتھیلی جتنی



چوڑی تھی اور اس کی سوئیاں ادھر ادھر بھاگ رہ تھیں۔ لڑکی نے رُک کر گھڑی کو ساکت کیا تو اس کی سوئیاں ایک طرف جا کر رُک گئیں۔ جنید حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ”یہ مجھے اس جگہ کا پتہ دیتی ہے جہاں میرا ساتھی موجود ہے۔“ جنید کو کچھ سمجھ نہیں آیا مگر اس نے ہونقوں کی طرح سر ہلا دیا۔ وہ دونوں ایک طرف چلتے رہے۔ شہر کی ویران سڑک کو عبور کر کے وہ باہر جنگل میں پہنچ گئے۔ درختوں کا گہرا جھنڈ بڑی پراسراریت پیدا کر رہا تھا۔ پتوں کی سرسراہٹ اور جھینگنوں کی آوازوں سے اچھے بھلے انسان کے اوسان خطا ہو جاتے تھے۔ لڑکی کے چہرے پر نہ کوئی خوف تھا اور نہ ہی پریشانی۔ وہ درختوں کے جھنڈ میں یوں چل رہی تھی جیسے کسی باغ میں سیر کر رہی ہو۔ جنید کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور سانسیں قابو سے باہر ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ جی کڑا کر اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ بس ایک ہی مقصد اسے یہاں تک کھینچ لایا تھا کہ وہ کسی طرح حمیرا کو اس کے گھر تک واپس پہنچا دے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ موت کا پھندا سامنے دیکھ کر وہ آگ کے دریا



میں کو دپڑا تھا۔ کچھ دیر چلنے کے بعد انہیں دھندلی حویلی دکھائی دینے لگی۔ ”یہ بندوق پکڑ لو۔ ہم اپنی منزل کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہاں حمیرا کے ساتھ ساتھ بہت سارے شیطان ہوں۔ تمہیں ہوشیار رہنا ہوگا کیونکہ تم ایک انسان ہو جس کے جسم میں تازہ خون دوڑ رہا ہے۔ وہ سب تمہارے خون سے اپنی پیاس بجھانا چاہیں گے۔“ جنید اس کی بات سن کر کانپ کر رہ گیا۔ شیطانوں سے مقابلہ اس نے کہانیوں میں تو پڑھا تھا مگر ایک دن اسے خود شیطانوں کے چنگل میں آنا پڑے گا یہ اس نے کبھی سوچا نہیں تھا۔ رات کے اندھیرے میں وہ حویلی دیو قامت ہیولے کی مانند دکھائی دیتی تھی۔ اس کی چند کھڑکیوں کے میلے شیشوں سے زردی مائل سرخ روشنی چھن چھن کر باہر آرہی تھی۔ وہ دونوں حویلی کے دروازے پر پہنچے جو اندر سے بند تھا۔ لڑکی نے اسے ہوشیار رہنے کا اشارہ کیا اور دروازے پر زوردار لات ماری۔ گہری خاموشی کو چیرتے ہوئے اور بھیاں آواز پیدا کرتے ہوئے دروازے کے دونوں کواڑ کھل گئے۔ تیز چڑچڑاہٹ کے باعث درختوں پر سوئے ہوئے پرندوں میں بھی کھلبلی مچ گئی۔ ہر طرف عجیب سا شور بلند ہونے لگا۔ جنید کو اپنی سانس گھٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ شیطانی حویلی کے دروازے پر کھڑا تھا۔ ایک لمحے کیلئے اس نے سوچا کہ وہ واپس لوٹ جائے مگر پھانسی کا



پھندا سامنے دیکھ کر وہ دوبارہ ڈٹ گیا۔ اندر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے اندر کوئی نہ ہو۔ وہ دونوں محتاط قدموں سے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ کمرے کے ایک کونے پر چھوٹی سی مشعل روشن تھی۔ جس کی مدھم سی روشنی اندھیروں کو دور کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ چھتوں پر بڑے بڑے مکڑیوں کے جالے لٹک رہے تھے۔ عجیب سی سڑاندا اور بدبو وہاں پھیلی ہوئی تھی۔ جنید کو ایسا لگا کہ جیسے وہ فریزر میں گھس آیا ہو۔ تیز ٹھنڈک اس کے بدن میں گھس رہی تھی۔ وہ جونہی کمرے کے وسط میں پہنچے تو ایک تیز آواز کے ساتھ کوئی چیز اچھلتی ہوئی ان کے سامنے آگری۔ وہ دونوں ٹھٹک کر رُک گئے۔ ان کے سامنے بکھرے بالوں نو جوان دوہرا ہوا گرا پڑا تھا۔ اسے کسی نے اٹھا کر زمین پر پٹخ ڈالا تھا۔



حیرت کی بات یہ تھی کہ اتنی زور سے زمین پر گرنے کے باوجود اس کے منہ سے کراہ تک نہیں نکلی تھی۔ لڑکی نے جب اپنے ساتھی کو دیکھا تو جلدی سے آگے بڑھی اور اسے اپنی بانہوں میں لے کر سہارا دیا۔ نوجوان نے سنبھل کر اس کی طرف دیکھا۔ ”میں جانتا تھا کہ تم جلد ہی پہنچ جاؤ گی۔ یہاں ڈریکولا شیطان موجود ہے مگر اس کی چیلوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ لڑکی اب ایک گنجے شیطان کے پاس ہے۔“ جنید حمیرا کا ذکر سن کر چونک پڑا۔ وہ جلدی سے آگے آیا اور بے چینی سے بولا۔ ”وہ کس حصے میں ہے، جلدی بتاؤ میں اسے گنجے شیطان سے چھڑالوں گا۔“ بکھرے بالوں والے نوجوان نے اس کی طرف دیکھ کر برا سا منہ بنایا اور بولا۔ ”تم اس بے وقوف کیوں ساتھ لائی ہو۔ کیا تم نہیں جانتی کہ ہم کن شیطانوں کے بیچ میں ہیں؟“ نوجوان لڑکی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اسی اثناء میں سینے پر قدموں کی چاپ ابھری۔ سب لوگوں کی نظریں زینے کی طرف اٹھ گئیں۔ زینے کے اوپر دو سائے نمودار ہوئے۔ ایک چھوٹے قد والا مرد تھا اور اس کے ساتھ لمبے قد کی لڑکی تھی۔ جنید نے لباس سے پہچان لیا، وہ حمیرا ہی تھی۔ چھوٹے قد والا شخص عجیب ہیئت کا مالک تھا اس کی گردن تو تھی ہی نہیں۔ ایسے لگتا تھا جیسے فٹ بال کندھوں میں جڑ دیا گیا ہو۔ جب وہ آگے بڑھا تو مشعل کی مدھم روشنی اس کے چہرے پر پڑی۔ وہ ادھیڑ عمر گنجا شخص تھا۔ جنید اسے دیکھ کر دم بخود رہ گیا تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسے ایسا منظر دیکھنے کو ملے گا۔ وہ گنجا جسے بکھرے بالوں والا نوجوان گنجا شیطان کہہ رہا تھا۔ وہ حمیرا کا حقیقی باپ سرد تھا۔ جنید اس سے کئی بار دفتر میں مل چکا تھا۔ اس کی حیرت کا سلسلہ تب ٹوٹا جب سرد کی آواز کمرے میں گونجی۔ ”تازہ خون! خود چل کر

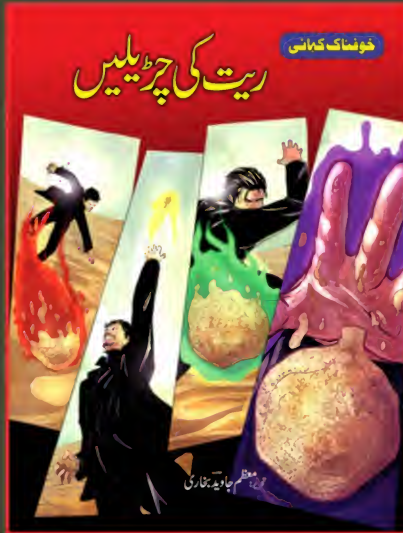
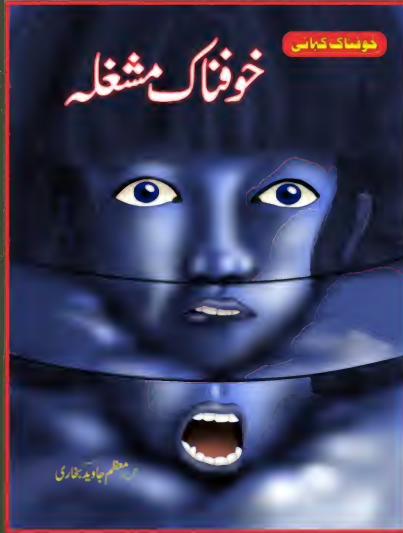


ہمارے پاس آیا ہے، آج تو خوب دل بھر کر پیوں گا۔ حمیرا کیا تم اپنے ہونے والے شوہر کا خون پینا پسند کرو گی۔“ اس کے لہجے میں خباثت اور شیطانی بھری پڑی تھی۔ جنید کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ غصے سے کانپتا ہوا سیڑھیوں کی طرف دوڑا۔ نو جوان لڑکی نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ تو اپنے ہوش و حواس ہی کھو چکا تھا۔ وہ دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا گنجه سرد کے سر پر جا پہنچا۔ سرد نے اس سامنے دیکھ کر شیطانی قہقہہ لگایا۔ جنید نے نہ آؤ دیکھنا نہ تاؤ۔ ایک زوردار ٹھوکر اس کے پیٹ میں جمادی۔ سرد کو اس سے ایسی حرکت کی امید نہیں تھی۔ وہ منہ کے بل الٹ کر زمین جا گرا۔ اس سے پہلے وہ اٹھ کر اپنی شیطانی طاقتوں کو استعمال کر پاتا۔ جنید نے بندوق کو سیدھا کیا اور اس کے سر کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ بندوق سے موت کی گولی نکلی اور اس کے بالائی سر کو پھاڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ یہ دیکھ حمیرا چیخنے چلانے لگی۔ گنجا سرد کا آدھا چہرہ ہوا میں تحلیل ہو چکا تھا مگر وہ حیرت انگیز طور پر زندہ تھا۔ اس نے ایک طرف دوڑنے کی کوشش کی۔ جنید اب حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ آدھے سر کے ٹوٹ جانے کے بعد بھی گنجا سرد زندہ تھا۔ اس سے پہلے وہ شیطان سنبھل کر جنید پر کوئی وار کرتا۔ جنید نے کمال ہوشیاری کا مظاہرہ کیا اور سرعت کے ساتھ بندوق میں گولی بھری اور اس کے سر کا نشانہ لے کر دوبارہ فائر کھول دیا۔ گولی نے اس کے باقی ماندہ سر کو بھی اڑا دیا تھا۔ کندھوں کے بیچ میں جڑا ہوا فٹ بال اب غائب ہو چکا تھا۔ گنجه سرد کے سر کے پرچے اڑ کر ہوا میں بکھر چکے تھے۔ اس کے جسم سے عجیب سا سیاہ سیال بہنے لگا۔ نو جوان لڑکی اور بکھرے بالوں والا نو جوان بھی وہاں پہنچ گئے۔ لڑکی نے جنید کی بہادری و چستی پر اس کی کمر تھکی مگر نو جوان کے چہرے پر جنید کیلئے ناپسندیدگی کا اظہار جھلک رہا تھا۔ سرد کی گردن سے نکلنے والا سیاہ غلیظ سا سیال فرش پر پڑی ہوئی لاشوں کو اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔ سیال میں جانے کیا طاقت تھی؟ لاشوں میں زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب لاشیں اٹھ کر اپنے قدموں پر کھڑی ہو گئیں۔ جنید کی تو اب سٹی گم ہونے لگی تھی۔ وہ جانے کتنے تھے مگر تھے تو ان کے سر پر۔ نو جوان لڑکی اور اس کا ساتھی بھی سنبھل کر کھڑے ہو گئے۔ ایک سخت جان لیوا جنگ کا آغاز ہونے والا تھا.....!

(پھر کیا ہوا مزید جاننے کیلئے ڈریکولا شیطان پڑھئے)



بچوں کیلئے خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں



فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور
Ph: 042-37224472

الاسد پبلی کیشنز

